حقیقی کامیابی کیسے ممکن ہے.......؟

فاروق الرحمٰن یزدانی

اس عالم رنگ وبو میں کوئی شخص بھی معمولی سے معمولی کام بھی بغیر کسی مقصد کے نہیں کرتا۔ کسان کاشتکاری کرتا ہے تو اس کا مقصد زمین سے غلہ حاصل کرنا ہوتا ہے۔ دوکاندار دوکان پر سارا دن گاہکوں کے انتظار میں بیٹھتا ہے تو اس کا مقصد بھی دوکان پہ کی ہوئی سرمایہ کاری سے منافع حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اگر کوئی ملازم ملازمت کرتا ہے یا مزدور مزدوری کے پیشہ سے منسلک ہے تو سب کا اپنا اپنا کوئی نہ کوئی مقصد ہے اور پھر جب تک انسان کو اس کام یا پیشہ سے فائدہ نظر آتا ہے۔ وہ اس کو مزید وسعت دینے کی کوشش کرتا ہے اور جس مقصد کے حصول کیلئے اس نے کام شروع کیا ہے یا کوئی پیشہ اپنایا ہے اس کیلئے ہمہ تن مصروف ہوتا ہے حتیٰ کہ اپنے دن رات کے آرام وسکون بھی تج کر دیتا ہے۔ بیوی، بچوں کی محبت ورفاقت او اپنی صحت تک کو قربان کر دیتا ہے اور اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو اور جس چیز کے حصول کیلئے اس نے محنت کی تھی اس میں اسے کامیابی نہیں ملتی اور وہ چیز حاصل نہیں کر سکا تو یقیناً وہ اس کام یا پیشے میں مزید جدوجہد کو ترک کر دیتا ہے اور کوئی دوسرا کام کرنے کی منصوبہ بندی شروع کر دیتا ہے جس سے وہ مقصد کو حاصل کر سکے۔

لوگو! کبھی تم نے اس بات پہ بھی غور کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ سارا سلسلہ کائنات پیدا فرمایا ہے کہیں دن کی چکا چوند روشنی ہے تو کہیں رات کا پرسکون اندھیرا۔ کہیں سورج کی تمازت ہے تو کہیں چاند کی ٹھنڈک۔ کہیں ستاروں کی کہکشاں ہے تو کہیں سورج و چاند کی ضیا پاشی۔ کہیں حدّ نگاہ تک میدان نظر آتے ہیں تو کہیں فلک بوس پہاڑ۔ کہیں من بھاتا سبزہ ہے تو کہیں دور دور تک پھیلے صحرا۔ کہیں زمین کا بہترین فرش ہے تو کہیں آسمان کی نیلگوں چھت۔ کیا یہ سب بے فائدہ اور بغیر کسی مقصد کے ہی ہے۔ نہیں ہرگز نہیں، بلکہ ان سب و دیگر چیزیں جو ہم کو نظر آتی ہیں اور جو نظر نہیں آتیں فوائد اور مقاصد کو قرآن مجید کی ابدی صداقتوں میں یوں بیان فرمایا ہے:

﴿الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقالکم فلا تجعلوا لله اندادا وانتم تعلمون﴾ (البقرة:٢٢)

اللہ تعالیٰ کی وہ ذات بابرکات ہے جس نے اے انسانو تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتار کر اس کی وجہ سے تمہارے لئے قسما قسم کے پھلوں سے رزق پیدا کیا۔ تو (تم کو بھی چاہئے کہ) تم کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بناؤ۔ اور تم جانتے ہو۔

ایک دوسرے مقام پر یوں ارشاد ہوتا ہے:

﴿هو الذی جعل لکم ما فی الارض جمیعا ثم استوی الی السماء فسواهن سبع سموات وهو بکل شئی علیم﴾ (البقرة:٢٩)

اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جس نے جو کچھ بھی زمین میں ہے سارے کا سارا تمہارے لئے پیدا کیا پھر اس نے آسمان کی طرف توجہ فرمائی تو ان کو سات آسمان برابر کر دیئے اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اس سلسلہ کائنات کی ایک ایک چیز اللہ تعالیٰ نے انسان کی ضرورت اور فائدے کیلئے پیدا کی ہے۔ جانوروں کی تخلیق کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿والانعام خلقها لکم فیها دفء ومنافع ومنها تاکلون. ولکم فیها جمال حین تریحون وحین تسرحون . وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بلغیه الا بشق الانفس ان ربکم لرؤف رحیم. والخیل والبغال والحمیر لترکبوها وزینة . ویخلق مالا تعلمون﴾ (النحل:٥تا٨)

اور جانوروں کو پیدا کیا ان میں تمہارے لئے گرمی ہے اور ان میں سے (بعض کا گوشت) تم کھاتے ہو اور ان میں تمہارے لئے خوبصورتی ہے جب شام کو لے کر آتے اور جب صبح کو لیکر جاتے ہو۔ اور وہ تمہارے بوجھ (سامان) کو اٹھاتے ہیں دوسرے شہروں تک جہاں تم جانوں کی سخت مشقت کے بغیر نہیں پہنچ سکتے تھے بے شک تمہارا رب نرمی کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور گھوڑے خچر اور گدھوں کو پیدا کیا تاکہ تم ان پر سواری کرو اور زینت حاصل کرو اور وہ کچھ پیدا کریگا جن کو تم نہیں جانتے۔

کھیت وکھلیان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿هو الذی انزل من السماء ماء لکم منه شراب ومنه شجر فیه تسیمون. ینبت لکم به الزرع والزیتون والنخیل ومن کل الثمرات ان فی ذالک لایة لقوم یتفکرون﴾ (النحل:١٠،١١)

اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا اسی میں سے تمہارا پینا ہے اور درختوں کا اگانا ہے جن میں تم اپنے جانوروں کو چراتے ہو اس پانی کے سبب اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کھیتیاں، زیتون، کھجوریں، انگور اور ہر قسم کے پھل اگاتا ہے بے شک اس میں نشانیاں ہیں غور وفکر کرنے والی قوم کیلئے۔

سمندر اور اس کے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وهو الذی سخر البحر لتاکلوا منه لحما

طریا وتستخرجوا منه حلیة تلبسونها وتری الفلک مواخر فیه ولتبتغوا من فضله ولعلکم تشکرون﴾ (النحل:۱۴)

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے سمندر کو مسخر (مطیع) کر دیا تاکہ تم اس میں سے تر وتازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے زیورات حاصل کرو جن کو تم پہنتے ہو اور کشتیوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اس میں چلتی ہیں اور تاکہ تم اس سے اللہ تعالیٰ کے فضل ہی سے تلاش کرو اور شکر گزار بن جاؤ۔

پہاڑوں اور نہروں کے متعلق فرمایا:

﴿والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم وانهارا سبلا لعلکم تهتدون﴾ (النحل:۱۵)

اور اس اللہ نے ہی زمین میں پہاڑوں کو گاڑ دیا تاکہ تمہارے وزن سے زمین ہل نہ جائے اور نہریں پیدا کیں اور رستے بنا دیئے تاکہ تم ہدایت حاصل کرو۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو رات، دن چاند، سورج اور ستاروں کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ان سب چیزوں کو اے انسانو تمہارے کام لگا دیا گیا ہے:

﴿وسخر لکم الیل والنهار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره ان فی ذالک لایات لقوم یعقلون﴾ (النحل:۱۲)

اور تمہارے مطیع کر دیا (تمہارے کام میں لگا دیا) رات، دن سورج اور چاند کو اور ستارے بھی اس کے حکم کے ساتھ مسخر کر دیئے گئے بے شک اس میں عقلمند قوم کیلئے نشانیاں ہیں۔

آج دیکھ لیجئے ہر چیز انسان کے کام میں لگی ہوئی ہے دن آتا ہے تو انسان کے کاروبار کرنے، آنے جانے کیلئے، رات آتی ہے تو انسان کے آرام کیلئے، سورج آتا ہے کھیتوں اور فصلوں کو پکانے کیلئے چاند ہے تو اس کی چاندنی سے پھلوں وغیرہ میں مٹھاس پیدا ہوتی ہے ستارے ہیں تو انسان کیلئے راستوں کی راہنمائی کرتے ہیں۔ الغرض دنیا جہان کی کوئی چیز بھی ایسی نہیں جس سے انسان فائدہ نہ اٹھا رہا ہو تو جس مقصد کیلئے اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان ومافیہا کو پیدا کیا وہ تو اپنی تخلیق کے مقصد کو پورا کرتا ہے مگر انسان کبھی تو نے غور کیا ہے کہ جس مقصد کیلئے اللہ تعالیٰ نے تجھے پیدا کیا ہے کیا تو بھی اس مقصد کو پورا کر رہا ہے یا نہیں؟

انسان کی تخلیق کا مقصد

کائنات کی ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ نے انسان کے فائدے اور ضرورت کیلئے پیدا کی مگر انسان کی تخلیق اور پیدائش کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون﴾ (الذاریات:۵۶)

کہ جنوں اور انسانوں کو پیدا کرنے کا صرف یہ مقصد ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ کی) عبادت کریں۔

ایک دوسرے مقام پر یوں ارشاد ربانی ہوتا ہے:

﴿الذی خلق الموت والحیوة لیبلوکم ایکم احسن عملا وهو العزیز الغفور﴾ (الملک:۲)

اللہ تعالیٰ نے زندگی اور موت کا نظام اس لئے بنایا ہے تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے عمل کون کرتا ہے اور وہ غالب بخشنے والا ہے۔

ان آیات بینات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا مقصد صرف اور صرف اپنی بندگی کرنا بتایا ہے کہ اس انسان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور مرضی و منشاء کے مطابق گزرے تب اس انسان نے اپنی زندگی کے مقصد کو پورا کیا ہے ورنہ نہیں۔

حقیقی کامیابی

جب ہم یہ جان چکے کہ ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے تو اب ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ اس مقصد میں حقیقی کامیابی کیا ہے؟ تاکہ ہم سب اس کے حصول کی کوشش کریں کیونکہ بعض اوقات انسان کسی چیز کو کسی اور ذہن وخیال سے سوچتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اس کو کسی اور انداز اور زاویہ سے بیان فرمایا ہوتا ہے۔ مثلاً ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے سوال کیا: اتدرون ما المفلس؟ میرے صحابہ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس آدمی کون ہے؟ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا:

﴿المفلس فینا من لا درهم له ولا متاع﴾

کہ اللہ کے رسول ﷺ مفلس، غریب اور قلاش وہ آدمی ہے جس کے پاس درھم نہ ہوں اور نہ ہی ضروریات زندگی اس کو مہیا ہوں۔ اب بظاہر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جواب درست ہے مگر رسول اللہ ﷺ نے مفلس کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا:

﴿المفلس من امتی من یاتی یوم القیامة بصلاة وصیام وزکاة ویاتی وقد شتم هذا وقذف هذا واکل مال هذا وسفک دم هذا وضرب هذا فیعطی هذا من حسناته هذا من حسناته فان فنیت حسناته قبل ان یقض ما علیه اخذ من خطایاهم فطرحت علیه ثم طرح فی النار﴾ (مسلم)

دیکھئے اس حدیث مبارک میں صحابہ کرام نے مفلس اس آدمی کو سمجھا ہے جس کے پاس ضروریات زندگی نہ ہوں مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کے برعکس مفلس اس آدمی کو کہا ہے جس نے دنیا میں نیکیاں تو کیں مگر نیکیوں کے باوجود وہ شخص جنت سے محروم رہ گیا اور جہنم کا ایندھن بن گیا۔

اسی طرح ہمارے معاشرے میں کامیاب اس شخص کو سمجھا جاتا ہے جس کے پاس دنیاوی زندگی گزارنے کے وسائل وافر مقدار میں موجود ہوں بینک بیلنس ہو۔ ذاتی مکان اور اپنی گاڑی پاس ہو یا کسی میونسپل کمیٹی کا چیئرمین یا ممبر بن جائے، ایم پی اے یا ایم این اے منتخب ہو جائے یا کوئی اور سرکاری عہدہ وزارت یا صدارت مل جائے تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ آدمی کامیاب ہو گیا ہے اور یہ ذہن معاشرے میں اجتماعی طور پر ہی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کی دستیابی کو کامیابی کا معیار نہیں ٹھہرایا بلکہ کسی اور چیز کو کامیابی قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

﴿کل نفس ذائقة الموت وانما توفون اجورکم یوم القیمة فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز وما الحیوة الدنیا الا متاع الغرور﴾

(آل عمران:۱۸۵)

ہر جان موت کو چکھنے والی ہے اور بے شک تمہیں قیامت کے دن (تمہارے اعمال) کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا تو جو شخص (جہنم کی) آگ سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کردیا گیا تو وہ کامیاب ہوگیا اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حقیقی کامیابی دنیا کا مال و دولت نہیں بلکہ قیامت کے دن دوزخ سے بچاؤ اور جنت میں داخلہ حقیقی کامیابی کی دلیل ہے۔

حقیقی کامیابی کیسے ممکن ہے

قارئین گذشتہ سطور میں ہم پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو بھی بے مقصد پیدا نہیں فرمایا تو انسان کی زندگی کا بھی ایک مقصد ہے جس کے حصول کیلئے اس کو زندگی کے ماہ وسال دیئے ہیں اور وہ ہے اعمال صالحہ کرنا، اور یہ بھی ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ اس مقصد میں کامیابی کی دلیل یہ ہے کہ قیامت کے دن آدمی کو جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کردیا جائے تو آیئے اب یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ یہ کامیابی جس کو عرش والے نے کامیابی فرمایا ہے وہ ہمیں کیسے حاصل ہوسکتی ہے؟ تا کہ ہم بھی اس راستے پر چل کر اس ذریعے کو اپنا کر کامیابی کی منزل تک پہنچ سکیں تو اس راستے کی نشاندہی کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے عرش سے یہ پیغام بھیجا:

﴿من یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا وذالک الفوز العظیم﴾ (النساء:۱۳)

جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے گا جس میں نہریں جاری ہونگی اور وہ لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

ایک دوسرے مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

﴿یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا. یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما﴾ (الاحزاب:۷۱)

اے ایمان والو: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سادھی بات کرو۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمہارے معاملات کو درست فرمادیں گے۔ اور اگر کوئی کوتاہی رہ گئی وہ تمہیں تمہارے گناہ معاف کردیگا۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی تو بے شک اس نے بہت بڑی کامیابی کو حاصل کرلیا۔ ان آیات سے بہت واضح طور پر یہ معلوم ہوا کہ حقیقی کامیابی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری سے ہی حاصل ہوسکتی ہے کسی امام کی فقہ کسی مولوی کی تقلید، کسی مفتی کا فتویٰ، کسی فقیہ کی فقاہت، کسی مجتہد کا اجتہاد، کسی خطیب کا خطبہ، کسی واعظ کا وعظ کسی قبر کے مجاور کی بیعت قطعا کامیابی کی قطعی دلیل نہیں ہے۔ خود امام کائنات ختم الرسل امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿کل امتی یدخلون الجنة الا من ابی قیل ومن ابی قال من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی فقد ابی﴾ (بخاری)

میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی مگر وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس نے جنت میں جانے سے انکار کردیا۔ (صحابہ کرام نے حیرانگی سے سوال کیا) اللہ کے رسول وہ کون (بدنصیب) شخص ہے جو جنت میں جانے سے انکار کرے گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ تو جنت میں جائیگا اور جس نے میری نافرمانی کی بے شک اس نے (خود ہی) جنت میں جانے سے انکار کردیا۔

ان آیات اور حدیث میں ان لوگوں کیلئے بھی سبق اور درس ہے جو کسی خاندانی اور نسبی تعلق کو ہی نجات کا معیار سمجھ بیٹھے ہیں۔ کہ جی فلاں تو رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے فلاں سید ہے اور فلاں آل رسول۔ حالانکہ یہ تمام تعلقات اور رشتے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچاسکیں گے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچاؤ کا فقط ایک ذریعہ اور سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کی جائے۔

گر جنت میں جانے کا ارادہ ہے تمای کا
گلے میں کرتہ پہن لو محمد ﷺ کی غلای کا
قرآن و حدیث کو فقط اپنا رہبر بناؤ
دور پھینکو فتویٰ ھدایہ، عالمگیری شای کا

اس دنیا میں تین رشتے بڑے اہم، محترم، معظم اور دوسرے رشتوں سے زیادہ قریب سمجھے جاتے ہیں۔ ماں، باپ کا رشتہ، اولاد کا رشتہ، بیوی کا رشتہ۔

اب ہم ان تینوں کی مثالیں قرآن مجید سے ذکر کریں گے تا کہ بات مزید واضح ہو جائے کہ حقیقی کامیابی کا راز صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کی اطاعت، اتباع اور فرمانبرداری میں ہی مضمر ہے۔

کافر باپ اور بیٹا نبی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا انبیاء کرام علیھم السلام میں جو مقام ومرتبہ ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ان کے متعلق خود رب کریم نے ارشاد فرمایا:

﴿واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا﴾ (النساء:۱۲۵)

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا ذاتی دوست بنا لیا۔

اس قدر بلند مقام ومرتبہ والا نبی ہے مگر باپ کافر ہے اور اپنے نبی بیٹے کا نافرمان ہے تو اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے اعلان کروادیا:

﴿یابت انی اخاف ان یمسک عذاب من الرحمن فتکون للشیطن ولیا﴾ (مریم:۴۵)

کہ ابا جان (اگر آپ میری پیروی نہیں کریں گے تو) مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب نہ آجائے اور آپ شیطان کے دوست بن جائیں۔

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا حشر کے میدان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر کو دیکھیں گے کہ ان کا چہرہ سیاہ ہے (کیونکہ قیامت کے دن کفار کے چہرے سیاہ ہونگے۔ تفصیل کیلئے

دیکھئے سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۰۶) تو اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کریں گے:

﴿یارب انک وعدتنی ان لا تخزنی یوم یبعثون فای خزی اخزی من ابی الا بعد فیقول اللہ انی حرمت الجنة علی الکافرین ثم یقال یاابراهیم ماتحت رجلیک فینظر فاذا هو بذیخ متلطخ فیوخذ بقوائمه فیلقی فی النار﴾ (بخاری: ۱/۴۷۳)

اے میرے اللہ تعالیٰ تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ مجھے قیامت کے دن رسوا نہیں کریگا تو اللہ پاک اس سے بڑھ کر میرے لئے ذلت و رسوائی کیا ہوگی کہ میرے باپ کو رحمت سے دور کیا جائے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بے شک میں نے جنت کافروں پر حرام کردی ہے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا جائیگا (ذرا دیکھ) آپ کے پاؤں میں کیا ہے تو جب ابراہیم علیہ السلام اپنے پاؤں کی طرف دیکھیں گے تو اس وقت وہ (آزر) بجو کی شکل ہوگی لت پت کئے ہوئے تو اس کو پاؤں سے پکڑ کر جہنم میں پھینک دیا جائیگا۔

اس حدیث مبارک سے جہاں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی عظمت و جلالت واضح ہوتی ہے وہاں یہ بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبر کا نافرمان اگر چہ پیغمبر کا باپ ہی کیوں نہ ہو وہ نجات نہیں پا سکتا۔ یعنی کامیاب نہیں ہوسکتا اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچ سکتا دیکھئے باوجود ابراہیم علیہ السلام کی سفارش کے اللہ تعالیٰ ان کے کافر باپ آزر کو جنت میں داخل نہیں فرمائیں گے بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عزت کی خاطر آزر کی شکل تبدیل کر کے جہنم میں پھینک دیا جائیگا۔

بیٹا کافر اور باپ نبی

انسان کا دوسرا قریب ترین رشتہ اولاد کا ہوتا ہے مگر جب ہم قرآن وحدیث میں نظر دوڑاتے ہیں تو یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ اگر کسی نبی کا بیٹا بھی اپنے باپ نبی کا نافرمان اور مخالف ہے تو وہ بھی حقیقی کامیابی کا حقدار نہیں ہوسکتا مثلاً حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر ہیں ان کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے (علیہ السلام) انہوں نے ساڑے نو سو سال اس انداز سے اللہ تعالیٰ کی توحید بیان فرمائی کہ خود اس بات کا اظہار فرماتے ہیں:

﴿قال رب انی دعوت قومی لیلا ونهارا﴾ (نوح:۴)

کہ اے میرے اللہ میں نے اپنی قوم کو دعوت توحید دینے میں دن اور رات کا امتیاز ہی ختم کر دیا ہے۔ یعنی چوبیس گھنٹے تیری توحید کی قوم کو دعوت دینے کی ہی فکر اور لگن ہے۔

خود اللہ پاک نے قرآن مجید کے متعدد مقامات پر نوح علیہ السلام کے علو درجات کو بیان فرمایا ہے۔ مگر اتنے جلیل القدر نبی و رسول کا بیٹا بھی اگر اپنے باپ نبی کا نافرمان ہے تو اس بیٹے کو باپ سے نسبت پسرانہ بھی کامیاب نہ بنا سکی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ ھود میں بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو بذریعہ وحی یہ بتادیا کہ جتنے لوگ آپ پر ایمان لا چکے ہیں بس یہی ایمان لانے والے ہیں ان کے بعد کوئی بھی آپ پر ایمان نہیں لائے گا تو حضرت نوح علیہ السلام نے اس قوم کیلئے بددعا کی جس کو اللہ تعالیٰ سورۃ نوح آیت نمبر ۲۶ میں بیان فرمایا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم آتا ہے کہ آپ ایک کشتی تیار کریں اس میں اپنے ماننے والوں کو اور ہر چیز کا جوڑا جوڑا بٹھالیں باقی لوگوں کو پانی کا عذاب بھیج کر غرق کر دیا جائیگا۔ حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے ۵۵۰ فٹ لمبی ۹۱ فٹ ۸ انچ چوڑی اور ۵۵ فٹ اونچی کشتی تیار کرتے ہیں جس کی تین منزلیں بنائی گئیں۔ سب سے نچلی منزل میں سامان وغیرہ رکھ دیا گیا۔ دوسری منزل میں حیوانوں کو بند کر دیا گیا اور بالائی (تیسری) منزل میں انسانوں کو ٹھہرایا گیا۔ جب یہ کشتی اللہ تعالیٰ کے حکم سے چلی اور پانی کا زور ہوا زمین نے اپنا پانی اگل دیا آسمان نے بھی جی بھر کر پانی برسایا تو اس وقت حضرت نوح علیہ السلام کی نظر اپنے بیٹے (یام جس کا لقب کنعان تھا) پر پڑی تو اس کو بلاتے ہیں:

﴿یابنی ارکب معنا ولا تکن مع الکافرین. قال ساوی الی جبل یعصمنی من الماء قال لاعاصم الیوم من امر الله الا من رحم وحال بینهما الموج فکان من المغرقین.﴾

اے میرے بیٹے میرے ساتھ آ کر کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافروں کا ساتھ چھوڑ دے (مگر بیٹا) کہتا ہے میں اس پہاڑ پر جگہ بنالوں گا جو مجھے پانی سے بچالے گا (کیونکہ پانی ہمیشہ نیچی جگہوں کا رخ کرتا ہے بلندیوں تک نہیں پہنچتا تو نوح علیہ السلام نے فرمایا بیٹا پانی بے شک نچلی جگہوں تک ہی رہتا ہے۔ مگر یہی پانی جب اللہ تعالیٰ کا عذاب بن کے آ جائے تو پھر یہ نشیب وفراز نہیں دیکھتا۔ پستیوں اور بلندیوں کی تفریق نہیں کرتا بلکہ اونچی نیچی سب جگہوں کو برابر کر دیتا ہے۔ آج بھی پانی اللہ تعالیٰ کا عذاب بن کر آیا ہے اس لئے) آج وہی اس پانی میں غرق ہونے سے بچے گا جس پر اللہ تعالیٰ کا رحم کریگا۔ (ابھی باپ بیٹے کی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ) پانی کی موج آئی اور نوح علیہ السلام کا بیٹا بھی غرق ہونے والوں میں شامل ہو گیا۔ اب نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں۔

﴿رب ان ابنی من اهلی وان وعدک الحق وانت احکم الحاکمین﴾

کہ اللہ پاک یہ میرا بیٹا تو میرے اہل میں سے ہے اور آپ نے میرے اہل کو بچانے کا وعدہ بھی کیا تھا) اور بے شک آپ کا وعدہ بھی سچا ہے اور آپ سب حاکموں سے بڑے حاکم ہیں۔ مگر نوح علیہ السلام کی اس درخواست کے جواب میں عرش سے کائنات کے رب نے پیغام دیا:

﴿یانوح انه لیس من اهلک انه عمل غیر صالح فلا تسئلن مالیس لک به علم انی اعظک ان تکون من الجاهلین﴾ (ھود:۴۶)

اے نوح علیہ السلام یہ آپ کا اہل نہیں کیونکہ اس کے عمل اچھے نہیں ہیں تو آپ ایسی چیز کے متعلق سوال نہ کریں جس کا آپ کو علم نہیں بے شک میں تجھے نصیحت کرتا ہوں یہ کہ تو ہو جائے جاہلوں سے۔

قارئین کرام! اس ساری بحث سے معلوم ہوا کہ

کامیابی کا معیار اور کسوٹی فقط پیغمبر کی اطاعت ہے ورنہ اگر نبی کا بیٹا باپ پیغمبر کا نافرمان ہے تو وہ بھی نجات نہیں پا سکتا۔

بیوی کافر اور خاوند نبی

اس دنیا میں انسان کے قریب ترین تیسرا رشتہ بیوی کا سمجھا جاتا ہے لیکن اگر کوئی بیوی بھی اپنے خاوند نبی کی نافرمان ہے تو کامیابی کو وہ بھی حاصل نہیں کر سکتی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے۔

﴿ضرب الله مثلا للزين كفروا امرات نوح وامرات لوط كانتا تحت عبدين من عبادنا صالحين فخانتهما فلم يغنيا عنهما من الله شيا وقيل ادخلا النار مع الداخلين﴾ (التحریم:۱۰)

اللہ تعالیٰ نے کافروں کو سمجھانے کیلئے حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیویوں کی مثال بیان کی وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے دو نیک بندوں نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے نکاح میں تھیں مگر ان دونوں نے اپنے اپنے خاوند نبی کی نافرمانی کی تو ان کو پیغمبر کی بیویاں ہونا بھی کچھ کام نہ آئیگا بلکہ قیامت کے دن ان کو کہہ دیا جائے گا کہ دوسرے جہنم میں داخل ہونے والوں کیساتھ تم بھی جہنم میں داخل ہو جاؤ۔

اب دیکھئے وہ دونوں عورتیں اپنے اپنے خاوند کی خدمت کرتی ہیں ان کے کپڑے دھوتی ہیں ان کا کھانا تیار کرتی ہیں چارپائی اور بستر لگاتی ہیں۔ حتیٰ کہ ان کی اولاد تک جنتی ہیں مگر دین کے معاملات میں وہ اپنے اپنے خاوند جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی بھی تھا کی اطاعت واتباع' فرمانبرداری اور پیروی نہیں کرتیں تو اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا:

﴿فلم يغنيا عنهما من الله شيئا وقيل ادخلاالنار مع الداخلين.﴾

کہ اگر انہوں نے نبی کی اطاعت نہیں کی تو ان کا پیغمبروں کی بیویاں ہونا بھی ان دونوں کو اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکے گا۔ بلکہ ان کو قیامت کے دن دوسرے جہنمی لوگوں کے ساتھ دوزخ کی آگ میں داخل ہونے کا حکم مل جائیگا۔

پیغمبر کی فرمانبرداری کرنے کی عظمت

جبکہ اس کے مقابلے میں جس کسی نے بھی اپنے وقت کے پیغمبر اور رسول ﷺ کی اطاعت کی تو اللہ تعالیٰ نے حقیقی کامیابی اس کا مقدر ٹھہرا دی جیسا کہ سورۃ تحریم میں ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وضرب الله مثلا للذين آمنوا امرات فرعون اذ قالت رب ابن لي عندک بيتا في الجنة ونجني من فرعون وعمله ونجني من القوم الظالمين﴾ (التحریم:۱۱)

کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو سمجھانے کیلئے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کی جب اس نے کہا کہ اللہ پاک میرے لئے اپنے نزدیک جنت میں گھر بنا دے اور مجھے فرعون اور اس کے کارندوں سے نجات دے دے بلکہ ساری ظالم قوم سے مجھے نجات عطا فرما۔

فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی اللہ تعالیٰ نے مثال بیان فرما کر یہ بات سمجھا دی کہ دیکھو (اے انسانو) اگر کائنات کے بدترین کافر کی بیوی ہو کر بھی پیغمبر موسیٰؑ کی اطاعت اتباع اور فرمانبرداری کرے گی تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی جنت میں مقام عطا فرمائیگا۔ بلکہ اس کو تو اللہ تعالیٰ نے اس کی موت سے بھی پہلے اسکا جنت میں محل اس کو دکھا دیا تھا۔ اسی طرح امام کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کو دیکھتے ہیں تو یہی حقیقت ہم پر آشکار ہوتی ہے کہ نجات اور حقیقی کامیابی صرف اور صرف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے ہی حاصل ہو سکتی ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور دیگر کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کہ جن کا رسول اللہ ﷺ سے خاندانی، نسبی، علاقائی یا لسانی کوئی تعلق نہیں مگر وہ امام کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطیع اور فرمانبردار بن گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے یہ اعلان فرمادیا:

﴿رضي الله عنهم ورضوا عنه﴾ کہ وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ پر راضی ہو گئے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا۔ لیکن اگر رسول اللہ ﷺ سے خاندانی اور نسبی رشتہ رکھنے کے باوجود امام الانبیاء ﷺ کے نافرمان مخالف اور دشمن رہے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہی ان کیلئے ابدی جہنمی ہونے کا اعلان قیامت تک کیلئے فرمادیا۔ دیکھئے ابولہب، ابوجہل رسول اللہ ﷺ کے رشتہ دار ہی تو تھے لیکن اگر آپ ﷺ کی اطاعت نہیں کی تو کامیاب نہ ہو سکے بلکہ دنیا وآخرت دونوں جہاں میں ناکام ہو گئے۔

قارئین! اس ساری بحث سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ کامیابی جس کو اللہ رب العزت نے کامیابی قرار دیا ہے وہ صرف اور صرف جنت کے حصول کا نام ہے اور جنت رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ تو ہم سب کو اس بات کی کوشش میں لگ جانا چاہئے کہ ہماری زندگی کا ایک ایک لمحہ ہماری زندگی کے لیل ونہار، ہمارا کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، چلنا پھرنا، عبادات، معاملات، لین دین، نماز روزہ غرض کہ ایک ایک عمل رسول اللہ ﷺ کی مبارک سنت اور پیارے طریقے کے مطابق ہو کیونکہ ہر مومن کیلئے آپ ﷺ کے طریقہ پر زندگی گزارنا ضروری قرار دے دیا گیا ہے:

﴿لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة لمن كان يرجوا الله واليوم الآخر﴾ (الاحزاب:۲۱)

جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہی بہترین نمونہ ہے۔

تا کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ حقیقی کامیابی حاصل کر سکیں۔

وما توفيقي الا بالله عليه توكلت واليه انيب

اللهم وفقنا لما تحب وترضى

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆